www.KitaboSunnat.com

تحریر: عبدالرشید عراقی

امام ابوالحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ

اور

اُن کی علمی خدمات

امام ابوالحسن دارقطنیؒ کا شمار ممتاز محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ محدث، متبحر عالم اور جملہ علوم اسلامیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ امام دارقطنیؒ کی شہرت، حدیث میں بدرجہ اتم کمال حاصل کرنے سے ہوئی۔ ائمہ فن اور نامور محدثین کرام نے اُن کے عظیم المرتبت اور صاحب کمال محدث ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں، کہ:

"احادیث و آثار کا علم ان پر ختم ہو گیا۔ وہ حدیث میں یکتائے روزگار، عجوبہ دہر اور امام فن تھے[1]"

علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ) حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) علامہ سبکیؒ (م ۷۷۱ھ) اور علامہ عبدالحیؒ بن العماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) نے بھی امام دارقطنیؒ کے حدیث میں ممتاز اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے[2]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

"در فن علل حدیث و اسماء الرجال بے نظیر وقت یگانہ عصر خود بود"[3]

---

[1] خطیب بغدادی، تاریخ البغداد ج ۱۲ ص ۳۴۔

[2] ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۸، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ج ۱۱ ص ۳۱۷۔ الطبقات الشافعیۃ ج ۲ ص ۳۱۲ ابن العماد الحنبلی شذرات الذہب ج ۳ ص ۱۱۶۔

[3] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۱۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام دار قطنیؒ کی شخصیت ابتداء سے آج تک مسلّم ہے۔ اور ہر دور کے صاحب علم و فن نے اِن کے علم و فضل اور علمی تبحر اور جلالت قدر کا اعتراف کیا ہے۔

امام دار قطنی حدیثؒ کے علاوہ دوسرے علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، فقہ، اصول فقہ، قراءۃ، صرف و نحو اور تجوید میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ قرآن اور علوم قرآن و تفسیر سے انھیں بڑا شغف تھا۔ ارباب سیر اور تذکرہ نویسوں نے آپ کو درج ذیل الفاظ سے یاد کیا ہے:

كَانَ رَأْسًا فِي اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ اور جَمَعَ الْعِلْمَ وَالْفِقْهَ وَالْأَدَبَ وَاللُّغَةَ [1]

امام دار قطنیؒ جہاں صاحب علم و فضل تھے، وہاں آپ زہد و ورع اور تقویٰ میں بھی بےمثال تھے۔ فہم و دانش میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ اور سب سے بڑا وصف جو امام دار قطنیؒ میں موجود تھا کہ آپ دین کے معاملہ میں کسی قسم کی مصلحت، نرمی اور مداہنت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے زمانہ میں شیعوں کا زور تھا۔ لیکن آپ نے ہمیشہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علی بن ابی طالبؓ سے افضل قرار دیا [2] اور آپ کے اس اقدام سے اس کی بھی نفی ہوتی ہے کہ آپ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ حالانکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور یہ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ امام صاحب قوی الحافظہ تھے۔ اور آپ کو مشہور شیعہ شاعر "سید حمیری" کا دیوان زبانی یاد تھا، جو ایک غالی شیعہ تھا۔ جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ رَافِضِيًّا خَبِيثًا" [3] "یعنی وہ بڑا دریدہ دہن اور گستاخ شیعہ تھا۔"

اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ سید حمیری کا دیوان یاد کرنے سے امام دار قطنیؒ کو شیعہ قرار دیا جائے۔ چنانچہ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وَانْتَهَى إِلَيْهِ عِلْمُ الْأَثَرِ، "یعنی اُن کا عقیدہ صحیح اور درست
مَعَ صِحَّةِ الْاِعْتِقَادِ وَسَلَامَةِ تھا۔"

---

[1] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۶، شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۸۸، ابن السبکی، الطبقات الشافعیۃ ج ۳ ص ۳۱۱۔

[2] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۵۔

[3] ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان ج ۱ ص ۴۳۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المذهب[1]

اس لئے امام دارقطنیؒ کی تشیع کی طرف نسبت قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔

امام دارقطنیؒ کا مسلک:

امام دارقطنیؒ شافعی المذہب تھے۔ لیکن ان کا شمار اس مذہب کے صاحب وجوہ فقہاء میں ہوتا ہے۔ اور صاحب وجوہ فقہاء وہ کہلاتے ہیں جنھوں نے اپنے ائمہ کے مذاہب کی تکمیل اور ان سے منسوب مختلف روایات کے درمیان تطبیق و ترجیح اور ان کے وجوہ و علل واضح کیے ہوں اس لئے مؤرخ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) آپ کو فقیہاً علی مذہب الشافعی لکھا ہے[2]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م ۱۹۴۹ء) لکھتے ہیں:

"امام دارقطنیؒ شافعی مذہب کی طرف مائل تھے مگر وہ مجتہدین اور ائمہ حدیث و سنت میں سے تھے۔ ان کا حال اپنے مابعد کے اکابر محدثین کی طرح نہیں تھا جو سوائے چند گنے چنے مسائل کے عموماً تقلید کو لازمی سمجھتے تھے۔ امام دارقطنیؒ فقہ و اجتہاد اور علم میں ان لوگوں سے فائق و برتر تھے[3]

امام دارقطنیؒ کی علمی خدمات:

امام دارقطنیؒ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ کی تمام تصانیف مفید، بلند پایہ اور حسن لطیف کا نمونہ ہیں[4] آپ کی زیادہ تصانیف حدیث، اصول حدیث اور رجال کے موضوع پر ہیں ارباب سیر اور تذکرہ نویسوں نے آپ کی ۴۲ تصانیف کا ذکر کیا ہے، جن میں اکثر و بیشتر نایاب ہیں۔ امام صاحب کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ کتاب الروایۃ	۲۔ کتاب المستجاد
۳۔ کتاب معرفۃ مذاہب الفقہاء	۴۔ غریب اللغۃ

---

[1] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱۲ ص ۳۶۔

[2] ابن خلکان، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۵۔

[3] شبیر احمد عثمانی، مقدمہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۱۔

[4] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۲۰۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ غرائب مالک
۶۔ الأربعین
۷۔ کتاب الضعفاء
۸۔ اسماء المدلسین
۹۔ اسئلة الحاکم
۱۰۔ کتاب الجهر
۱۱۔ کتاب القراءة
۱۲۔ الرباعیات
۱۳۔ کتاب المجتبیٰ من سنن المأثورة
۱۴۔ کتاب الافراد
۱۵۔ کتاب التصحیف
۱۶۔ کتاب المؤتلف والمختلف
۱۷۔ کتاب العلل
۱۸۔ کتاب الاسخیاء
۱۹۔ کتاب الالزامات والتتبع
۲۰۔ سنن دارقطنیؒ [۱]

سُنن دارقطنیؒ:

سُنن دارقطنی امام صاحب کی سب سے اہم اور مشہور تصنیف ہے۔ صحاح ستہ کے بعد جو کتابیں شہرت و قبول اور وثوق و اعتبار کے لحاظ سے ممتاز اور اہم مانی جاتی ہیں۔ ان میں سُنن دارقطنی بھی شامل ہے۔

حاجی خلیفہ بن مصطفیٰؒ (م ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں:

"فنِ حدیث میں بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر علماءِ سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور معتبر کتاب صحیح بخاری ہے۔ پھر صحیح مسلم اور موطا امام مالک ہیں۔ ان کے بعد امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی کی کتابوں اور مشہور مسانید کا درجہ ہے[۲]"

---

[۱] حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ، کشف الظنون ج ۲ ص ۱۵۰۱، سید سلیمان ندوی، حیات امام مالک ص ۱۴۲۔ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی، تدریب الراوی ص ۲۶۔ عبدالرحمٰن مبارک پوری، مقدمہ تحفة الأحوذی ص ۵۳۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۴-۳۵۔ نواب صدیق حسن خان، اتحاف النبلاء، ص ۱۳۷۔ حافظ ابن صلاح، مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۹۰۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۱۷۔ عبدالرحمٰن بن علی جوزی، المنتظم ج ۷، ص ۱۸۳۔ شرف بن یحییٰ نووی، مقدمہ مسلم ص ۲۴۔ سید انور شاہ کشمیری، مقدمہ فیض الباری ص ۵۵۔ عبدالسلام مبارک پوری، سیرة البخاری ص ۹۶، شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی، عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ ص ۵۔

[۲] حاجی خلیفہ بن مصطفیٰ، کشف الظنون ج ۱ ص ۶۴۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے طبقات حدیث میں سنن دارقطنی کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے[۵۱] تاہم سنن دارقطنی اہم خصوصیات کی حامل کتاب ہے۔ حافظ ابن صلاحؒ (م ۶۴۳ھ) اور امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) اور علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے مصنفین صحاح ستہ کے بعد جن سات نامور محدثین کرام کی تصنیفات کو عمدہ اور نفع بخش بتایا ہے۔ اُن میں امام دارقطنیؒ کا نام سرفہرست شامل ہے[۵۲]

سنن دارقطنی بیشمار خصوصیات کی حامل ہے۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں اکثر حدیثوں کے حسن یا ضعیف ہونے کو واضح کیا ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے احادیث کے طرق و اسانید بیان کیے ہیں۔ اور حدیث کی نشاندہی کی ہے کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے۔ اس لئے کہ امام دارقطنیؒ فن جرح و تعدیل کے امام تھے۔ اور رجال حدیث پر ان کی گہری نظر تھی۔

اس کے علاوہ امام صاحب نے راوی کے نام و کنیت اور بلاد و اماکن اور بعض مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کی ہے[۵۳]

سنن دارقطنی کے نسخے:

سنن دارقطنی کے چھ نسخے متداول ہیں۔ ان نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اصولی کوئی فرق نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے تین نسخوں کا ذکر کیا ہے، جو

(۱) ابوبکر محمد بن عبدالملک بن بشران (۲) ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد (۳) ابوبکر احمد بن محمد بن احمد البرقانی سے روایت کردہ ہیں[۵۴]

باقی ۳ نسخے

(۱) ابوالطیب طاہر بن عبداللہ بن طاہر طبری (۲) شریف ابوالحسن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبدالصمد (۳) ابومنصور محمد بن محمد توقانی سے روایت کردہ ہیں[۵۵]

---

۵۱ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ ص۵ ۵۲ حافظ ابن صلاح، مقدمہ ابن صلاح ص۱۹۲ نووی مقدمہ صحیح مسلم، سیوطی تدریب الراوی، ص ۲۶۰ ۵۳ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، بستان المحدثین، ص۵۱ ۵۴ ایضاً ص۵۱

۵۵ محمد شمس الحق عظیم آبادی، مقدمہ حاشیہ سنن دارقطنی ص۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) اپنے ان تینوں نسخوں کے بارے میں لکھتے ہیں :

"و درمیان ایں ہر سہ نسخہ تفاوت و اختلاف واقع است اما در تقدیم و تاخیر و زیادت و نقصان در نسبت بعض رواۃ و در الفاظ نیز اما در اصل حدیث ہیچ اختلاف نیست احادیث در ہر نسخہ ازیں نسخہ سہ گانہ بالاستیفا مذکورند مگر کتاب السبق کہ در روایت ابن عبدالرحیم موجود نیست [۱]"

یعنی ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت موجود ہے لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کی نسبت اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے۔ اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں۔ اصل حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور ہیں۔ البتہ کتاب السبق بین الخیل ابن عبدالرحیم کے روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔"

سنن دارقطنی کے حواشی اور تعلیقات :

سنن دارقطنی کی اہمیت، عظمت اور افادیت کے پیش نظر اس کے حواشی اور تعلیقات لکھے ہیں :

علامہ بغویؒ (م ۵۱۶ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے اس کی حدیثوں کی تخریج کی ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے اس کے اطراف لکھے ہیں۔ اور علامہ ابن المخلصؒ (م ۹۶۰ھ) نے اس کے رجال پر بحث و تحقیق کی ہے [۲]

علامہ شمس الحق ڈیانویؒ عظیم آبادی :

علامہ شمس الحق ڈیانویؒ عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ محدث اور نامور عالم تھے۔ حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ سنن ابوداؤد کی ۲ ضخیم شرحیں "غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد (عربی) ۳۲ جلد" اور

۱ے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص۵۱۔

۲ے ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص۱۱۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد (عربی) چار جلدوں میں لکھی۔ علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادیؒ نے سنن دارقطنی کی مختصر شرح اور تعلیق بھی لکھی۔ جو سنن کے ساتھ حاشیہ میں چھپی ہے۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحبؒ لکھتے ہیں:

"اس شرح میں حدیثوں کی تحقیق و تنقید، ان کے علل مصالح مطالب اور بعض مشکل مقامات کو حل کیا گیا ہے۔ اور ائمہ فقہ و اجتہاد کے مذاہب و مسالک، راوی کے ناموں، کنیتوں اور بلاد و اماکن کی وضاحت اور فقہی و تفسیری مباحث پر بھی ان فنون کی اہم کتابوں کے حوالہ سے بقدر ضرورت گفتگو کی گئی ہے۔ حواشی کی ابتداء میں سنن و صاحب سنن کا تعارف اس کے نسخوں اور مؤلف کتاب تک اپنی سند کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے" [1]

علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادیؒ کی یہ شرح "التعلیق المغنی" کے نام سے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں مطبع انصاری دہلی سے ۵۰۰ صفحات پر شائع ہوئی۔ [2]

سنن دارقطنی پر ایک اعتراض:

سنن دارقطنی پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں ضعیف، غریب، موضوع اور منکر احادیث جمع کی گئی ہیں۔

علامہ ابن عبدالہادیؒ (م ۷۴۴ھ) لکھتے ہیں:

اَلدَّارَقُطْنِيُّ يَجْمَعُ فِي كِتَابِهِ غَرَائِبَ السُّنَنِ وَيُكْثِرُ فِيهِ مِنْ رِوَايَةِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالْمُنْكَرَةِ بَلْ وَالْمَوْضُوعَةِ [3]

"امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں غریب حدیثیں اور ضعیف و منکر بلکہ موضوع روایات تک بھی کثرت سے جمع کی ہیں"

لیکن علامہ ابن الہادیؒ کا یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا جب سنن دارقطنی کو تمام تر صحیح اور مستند حدیثوں کا مجموعہ مانا جاتا۔ اس کا دعویٰ تو خود امام دارقطنیؒ نے نہیں کیا۔ بلکہ انھوں

---

[1] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۱۱۔

[2] محمد عزیر، حیات المحدث ص ۹۰۔

[3] ابن عبدالہادی، الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ص ۱۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ